بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

٣٣٠٢

الرقم المسلسل

تاریخ الوصول ٦/دسمبر ٢٠٠٨ء، ٧/ذوالحجہ ١٤٢٩ھ

رقم الایصال

تاریخ الاجراء ١٢/دسمبر ٢٠٠٨ء / ١٣/ذوالحجہ ١٤٢٩ھ

سوال ......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ''جو شخص دعوت کے کام میں شریک نہیں ہوتا گویا کہ وہ عملی طور پر ختم نبوت کا انکار کرتا ہے'' کیا یہ بات کہنا درست ہے؟

المستفتی

عمران حسن المظفر

الجواب حامداً و مصلیاً......آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کے ذمہ لازم ہے لیکن عقائد میں شامل نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص دعوت کا کام نہیں کرتا تو اسے اس قسم کے الفاظ کہنا درست نہیں ہے۔

لمافی القرآن المجید(ال عمران: ١١٠): کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللّٰہ۔

وفی مشکوٰۃ المصابیح (صـ٣٢): عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بلغوا عنی ولو اٰیة۔

وفی مشکوٰۃ المصابیح(صـ١٢): وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شہادة ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان متفق علیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ

محمد ساجد

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

دارالافتاء

١٤٣

1 JAN 2009

رئیس دارالافتاء

المفتی السید نجم الحسن الامروہوی

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

رئیس دارالافتاء حضرت اقدس مفتی سید نجم الحسن امروہوی مد ظلہ

تاریخ الوصول ۳۱/جنوری ۲۰۰۹ء، ۴/صفر المظفر ۱۴۳۰ھ — الرقم المسلسل ۳۵۷۱

تاریخ الاجراء ۵/فروری ۲۰۰۹ء / ۹/صفر المظفر ۱۴۳۰ھ — رقم الاستعمال ۱۵۰۸

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا بسا اوقات جماعت تبلیغ کا سفر ہوتا ہے اور بعض اوقات سندھ، بلوچستان تشکیل ہوتی ہے۔ وہاں چھوٹی چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ جماعت جب وہاں پہنچتی ہے تو اگر کوئی عالم صاحب جماعت میں ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھاؤ۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں تو شرائط ہی پوری نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ

(۱)۔ ہم نے پوچھا ہے مفتیوں سے کہ جہاں پہلے سے (پاک و ہند کی تقسیم سے پہلے سے، یا بعد میں بھی) جمعہ شروع ہو چکا ہے وہاں جمعہ بند نہ کیا جائے اور نئی جگہ جہاں شرائط نہ ہوں وہاں شروع نہ کیا جائے۔ گاؤں کے لوگ پورا ہفتہ نمازوں کیلئے نہیں آتے۔ صرف ایک دن جمعہ کے عنوان سے آتے ہیں اگر جمعہ بند ہو گیا تو یہ اس دن بھی نہ آئیں گے۔ اس بہانے چلو مسجد میں آتو جاتے ہیں اور خطبہ سے پہلے بیان بھی سن لیتے ہیں شاید کسی کے دل میں بات اتر جائے۔ چلو نمازِ جمعہ نہ ہوتی ہو۔ اگر ظہر پڑھیں تو بھی وہ نہ آئیں گے۔ جمعہ میں فائدہ ہی ہے نا۔ گاؤں والے یہ دلائل بیان کرتے ہیں۔ اس صورت حال میں کہ وہاں جماعت والے کیا کریں ان کو سمجھائیں تو مقامی علماء جن کا فتوی ان کے پاس ہے اس سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور اگر پڑھائیں تو کیسے؟ آپ سے راہنمائی طلب کی جاتی ہے۔

(۲)۔ اس دور میں جمعہ کی شرائط آبادی اور سہولیات کے اعتبار سے کیا ہیں؟

(۳)۔ کیا جمعہ کی شرائط میں موجودہ دور میں بھی سلطان اور قاضی کی شرط ہے؟ اگر ہے تو کیسے؟ موجودہ دور میں تو ناظم، نائب ناظم وغیرہ ہوتے ہیں۔

(۴)۔ جمعہ سلطان قائم کرتا ہے جبکہ آجکل تو امام مسجد ہی پڑھاتے ہیں۔ آپ پورے مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی

فرمان اللہ، لکی مروت

الجواب حامداً و مصلیاً...... جمعہ کے درست ہونے کیلئے شہر یا قصبہ ہونا ضروری ہے جس میں تمام حوائج اصلیہ پورے ہوں وہاں گلی کوچے ہوں محلے ہوں، ضروریات ہمیشہ میسر ہوں۔ حکیم یا ڈاکٹر ہو، ڈاکخانہ ہو، حاکم یا پنچایت کا انتظام ہو، ضروری پیشہ ور موجود ہوں۔ مذکورہ سہولیات جتنی تعداد کی آبادی میں میسر ہوں وہاں جمعہ درست ہے تعداد کی متعین مقدار منقول نہیں ہے۔

(۱)۔ لہٰذا جہاں ان شرائط کے فقدان کے باوجود جمعہ شروع کیا گیا وہاں نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی بلکہ ظہر کی نماز پڑھنا لازم ہے اور صرف انتشار کے خوف سے یا یہ کہ لوگ پھر مسجد آنا چھوڑ دیں گے خروج عن المذہب درست نہیں بلکہ لوگوں کو حکمت و مصلحت سے سمجھائیں اور ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے تیار کریں۔

(۲)۔ اس دور میں جمعہ کی شرائط آبادی اور سہولیات کے اعتبار سے وہی ہیں جو کہ اوپر مذکور ہیں۔

(۳)۔ جمعہ کی شرائط میں سلطان اور قاضی کی جو شرط رکھی گئی تھی وہ رفع منازعت کیلئے تھی لیکن اگر سلطان اور قاضی ان امور میں سستی سے کام لیتے ہیں جیسا کہ آجکل ہے تو پھر لوگ جس امام پر متفق ہو جائیں وہی نماز جمعہ پڑھائے اور سلطان یا قاضی کی اجازت ضروری نہیں۔

(۴)۔ آجکل کے حکمران چونکہ دینی امور میں سستی سے کام لیتے ہیں اور بسا اوقات ان میں امامت کی شرائط نہیں پائی جاتیں لہٰذا امام مسجد ہی نماز جمعہ پڑھائے۔

Scanned by CamScanner

لـمافی **احکام القرآن للجصاص(٣/٣٤٥)**: إتـفق فقهاء الأمصار علی أن الجمعة مخصوصة بموضع لایجوز فـعلهـا فـی غیـره لأنهـم مـجـمـعـون عـلی أن الجمعة لاتجوز فی البوادی ومناهل الاعراب فقال أصحابنا هی مـخصوصة بالامصار ولاتصح فی السواد...... قال أبو بکر روی عن النبی ﷺ أنه قال لا جمعة ولا تشریق إلا فی مـصـر جـامـع وروی عـن عـلـی مثله وایضاً لو کانت الجمعة جائزة فی القری لو رد النقل به متواترا کورودہ فی الأمـصـار لعموم الحاجة إلیه وایضاً لما اتفقوا علی امتناع جوازها فی البوادی لأنها لیست بمصر وجب مثله فی السواد وروی أنه قیل للحسن أن الحجاج أقام الجمعة بالأهواز فقال لعن الله الحجاج یترک الجمعة فی الأمصار ویقیمها فی حلاقیم البلاد۔

وفی الفقه النافع(١/٢٧٤):لاتصح الجمعة إلافی مصر جامع للحدیث لاجمعة ولا تشریق ولا فطر ولا أضحی إلا فـی مصر جامع ویجوز فی مصلی المصر لإتصاله به ولا یجوز فی القری ولا تجوز إقامتها إلا للسلطان أو من أمره السلطان لأن کل واحد یتقدم أو یقدم رجلا فیؤدی إلی المنازعة المبطلة للجمعة۔

وفی الشامیة(٢/١٣٨): وعبـارة القهستانی تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها أسواق ...... وفیما ذکرنا إشارة إلی أنـه لاتـجـوز فـی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب کذا فی المضمرات والظاهر أنه اریدبه الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الا تری أن فی الجواهر لوصلوا فی القری لزمهم أداء الظهر۔

وفـی الدر المختار مع الشامیة(٢/١٤٣) : (ونـصـب الـعـامة) الخطیب (غیر معتبر مع وجود من ذکر) أمامع عـدمهـم فیـجـوز لـلـضـرورة۔ وفی الشامی ومثله مالومنع السلطان أهل مصر أن یجمعوا إضراراً وتعنتاً فلهم أن یجمعوا علی رجل یصلی بهم الجمعة۔

وفـی الهامش (قوله مالو منع السلطان الخ) ونقل شیخنا عن عقد اللآلی أنه لو تعذر الاستئذان من السلطان کما فی هذا الزمان من عدم إلتفات السلاطین لمثل تلک الأمور فاجتمعت الناس علی شخص لیصلی بهم جاز۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ

نور اللہ ملکیاری

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

الجواب صحیح

دار الافتاء

رئیس دارالافتاء
المفتی السید نجم الحسن الامروهوی
جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

6 FEB 2009

Scanned by CamScanner